قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ...
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ...

نمبر ۱۰۴	مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۹۳۳ء	یوم پنجشنبہ	مطابق ۴ ذیقعد سنہ ۱۳۵۱ھ	جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۲۷ فروری کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اگرچہ نسبتاً اچھی ہے۔ لیکن ابھی کامل آرام نہیں ہوا۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ؛

جناب مفتی محمد صادق صاحب اپنی آنکھوں کے علاج کے لئے دہرنگ ٹھیرے ہوئے ہیں ؛

۵ مارچ کے یوم التبلیغ کے متعلق زور شور سے تیاریاں ہو رہی ہیں تبلیغی لٹریچر بکثرت باہر بھیجا جا رہا ہے۔ مقامی انجمن احمدیہ بھی اس بارے میں ضروری انتظام کر رہی ہے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

انسان ہمیشہ خدا کے دروازے پر گرا رہے

باوجود علم۔ قوت شوکت کے امام کے سامنے سادہ لوح بن کر رہے

(فرمودہ ۲ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء)

ہر انسان کو چاہیئے۔ کہ ہر وقت ایاک نعبد و ایاک نستعین کی دعا پر کاربند رہے۔ اور اسی سے توفیق طلب کرے۔ ایسا کرنے سے انسان خدا کی تجلیات کا مظہر بھی بن سکتا ہے۔ چاند جب آفتاب کے مقابل میں ہوتا ہے۔ تو اسے نور ملتا ہے۔ مگر جوں جوں اس سے کنارہ کشی کرتا ہے۔ توں توں اندھیرا ہوتا جاتا ہے۔ یہی حال ہے انسان کا۔ جب تک اس کے دروازہ پر گرا رہے۔ اور اپنے آپ کو اس کا محتاج خیال کرتا رہے۔ تب تک اللہ تعالےٰ اسے اٹھاتا اور نوازتا ہے۔ ورنہ جب وہ اپنی

قوت بازو پر بھروسا کرتا ہے۔ تو وہ ذلیل کیا جاتا ہے۔ کونوا مع الصادقین بھی اسی واسطے فرمایا گیا ہے۔ سادہ سنگت بھی ایک ضرب المثل ہے۔ پس یہ ضروری بات ہے۔ کہ انسان باوجود علم کے اور باوجود قوت و شوکت کے امام کے پاس ایک سادہ لوح کی طرح پڑا رہے۔ تا اس پر عمدہ رنگت آئے۔ سفید کپڑا اچھا رنگا جاتا ہے۔ اور جس میں اپنی خودی اور علم کا پہلے سے کوئی میل کچیل ہوتا ہے۔ اس پر عمدہ رنگ نہیں چڑھتا۔ صادق کی معیت میں انسان کی عقدہ کشائی ہوتی ہے۔ اور [illegible]

تبلیغی رپورٹیں

بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام

انگلستان

لنڈن مشن کی رپورٹ ماہ جنوری مظہر ہے۔ کہ ایک جمعہ کی نماز میں ایک بنگالی صاحب تشریف لائے۔ بعد نماز ان کو سلسلہ کی تبلیغ کی گئی۔ اتوار کو مولوی محمد یار صاحب نے تقریر کی۔ اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے ثبوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کو پیش کیا۔

۲-۹ اور ۱۰ جنوری کو خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے روٹری کلبوں میں اسلامی مسائل پر تقریریں کیں۔ سامعین نے شکریہ ادا کیا۔ اور کہا۔ کہ ان کے معلومات میں قیمتی اضافہ ہوا ہے۔

۷ جنوری کو مولوی محمد یار صاحب کی ایک مجلس میں مشرقی مذاہب سے دلچسپی رکھنے والے ایک شخص سے گفتگو ہوئی۔ اسلام کے متعلق مولوی صاحب کی تقریر سنکر اس نے مذہب کی ضرورت کو تسلیم کیا۔ مولوی صاحب نے بچوں کو اور بڑوں کو قرآن شریف اور یسرنا القرآن کے اسباق دیئے۔

اسٹریلیا

۱۹ دسمبر کے خط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ صوفی حسن موسیٰ خان صاحب احمدی حسب مقدور پیغام حق سناتے رہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ دس ہزار کے قریب لوگوں کو اسلام کی تبلیغ ہو چکی ہے۔

جاوا

۳ جنوری کا خط مظہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بٹاویہ میں ۸۵ اور بوگر میں ۸۰ تک احمدی احباب کی تعداد ہو گئی ہے ہزاروں لوگ احمدیت کی صداقت کے قائل ہو رہے ہیں لیکن مشکلات سے گھبراتے ہیں۔

مولوی رحمت علی صاحب نے دو تقریریں مسئلہ معراج اور روزہ کی فلاسفی پر کیں۔ تقریروں کے بعد دو عیسائیوں نے اسلام پر اعتراض کئے۔ جن کے شافی جواب دیئے گئے۔

۶ اصحاب نے حال میں بیعت کی ہے۔

لیگوس (مغربی افریقہ)

[illegible] خط [illegible] ۱۲ شخص [illegible] بیعت کی۔ جماعت

میں عورتوں کے ڈویژن بنا کر قرآن شریف کی تعلیم۔ اور ترجمہ پڑھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں کا ترجمہ جماعت کو یاد کرایا جا رہا ہے۔ تبلیغ کا کام بذریعہ تقاریر اور پرائیویٹ ملاقات جاری ہے۔

ایک علاقہ کے غیر احمدی بُت پرستوں کے ساتھ مل کر احمدیوں کو ستا رہے ہیں۔ احمدیہ عیدگاہ پر قبضہ کر کے اس کو جلا ڈالا۔ مجرموں میں سے کچھ قید ہو چکے ہیں۔ مسجد احمدیہ پر قبضہ کرنے کے لئے غیر احمدیوں نے عدالت میں مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔

سالٹ پانڈ

۲۴ دسمبر کے لکھے ہوئے خط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مختلف مقامات کا دورہ مولوی نذیر احمد صاحب نے کیا۔ اور جماعتوں کو تربیت اولاد اور تبلیغ کو زیادہ زور سے جاری کرنے کی ہدایت کی عنقریب انشاء اللہ ہمارے چار امدادی سکول ہو جائیں گے۔

ماریشس

۷ جنوری کا خط مظہر ہے۔ کہ حافظ جمال احمد صاحب نے مختلف مقامات کا دورہ کیا۔ ایک معزز عورت نے بیعت کی۔ ایک پیر صاحب کو عربی میں تبلیغی خط لکھا۔ جس میں دعوت سلسلہ دی گئی۔

فلاک میں مسجد کے مولوی صاحب سے حافظ صاحب نے ملاقات کی۔ مولوی صاحب سخت گھبرا گئے۔ محراب سے اٹھ کر باہر آ گئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ آپ کو مسجد میں اجازت لے کر آنا چاہیئے تھا۔ حافظ صاحب نے کہا۔ اگر یہ آپ کا گھر ہوتا۔ تو بے شک اجازت کی ضرورت تھی۔ لیکن خدا کے گھر میں کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان۔

"الفضل" کے وی پی آ رہے ہیں

"الفضل" نمبر ۱۰۱ مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۳۳ء کے صفحہ ۱۱ پر ان خریداران الفضل کی فہرست اسماء چھپ چکی ہے جن کا چندہ ختم ہے ان صاحبان کے نام اگلا پرچہ ۷ مارچ کو وی پی ہوگا۔ وصول فرما کر شکریہ قبول فرمائیں۔ انکاری کرنے والوں کے نام سے تا وصول چندہ اخبار بند رہے گا۔

(مینیجر الفضل)

آخری اطلاع

مصباح کا تبلیغی نمبر شائع ہو گیا

مصباح کے تبلیغی نمبر کو یوم التبلیغ ۵ مارچ غیر مسلموں میں تقسیم کرنے کے لئے بہت جلد منگوا لیجئے۔ آرڈروں کی تعمیل ہو رہی ہے۔ ایک روپیہ کے ۱۳ پرچے فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

اردو ریویو آف ریلیجنز۔ قیمت فی رسالہ چار آنے ایک روپیہ کے پانچ۔ رسالہ میں عالمانہ ٹھوس۔ اور جامع و مدلل مضامین اسلام و احمدیت کی تائید اور غیر مذاہب کی تردید میں ہیں ملنے کا پتہ مہتمم طبع و اشاعت قادیان

ستیہ درپن یا آئینہ صداقت

جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے گزشتہ پرچہ میں اس کے متعلق تحریک فرمائی تھی۔ کہ احمدی مرد۔ اور عورتیں یوم التبلیغ کے موقعہ پر غیر مسلموں میں تقسیم کریں۔ چونکہ یہ ٹریکٹ ۱۵۰۰۰ چھپوایا گیا تھا۔ اس لئے اس کا پہلا ایڈیشن تو ختم ہو گیا ہے۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن چھپ رہا ہے۔ جن جماعتوں یا دوستوں نے ابھی تک نہیں منگوایا۔ جلد اطلاع دیں۔ کہ انہیں کتنی تعداد بھیجی جائے۔ اس دن تقسیم کرنے کے لئے یہ بہترین رسالہ ہے۔ حجم ۱۰۰ صفحہ۔ اور قیمت صرف ۱۲ روپے سینکڑہ۔

امید ہے۔ کہ احباب جماعت اعلان ہذا ملاحظہ فرماتے ہی اپنی اپنی فرمائشیں بھیجدیں گے۔ مینیجر بکڈپو تالیف قادیان۔

نور محل میں آریوں سے مباحثہ

نور محل ضلع جالندھر میں آریوں کے ساتھ ۲-۳-۴ مارچ کو مباحثہ ہوگا ہماری طرف سے مولوی غلام رسول صاحب۔ میر قاسم علی صاحب اور ماسٹر محمد عمر صاحب مناظر ہونگے۔ ارد گرد کے انصار اللہ شامل ہو کر مستفیض ہوں۔ ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان۔

دوسرا یوم التبلیغ

تمام غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کو تبلیغ اسلام کی جائے

۵ مارچ کو جو یوم التبلیغ مقرر کیا گیا ہے۔ اس میں غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کو دعوت اسلام دینا ہے یعنی یہ دن غیر مسلموں میں تبلیغ کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلا یوم التبلیغ غیر احمدیوں میں تبلیغ کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ احباب اس بات کو اچھی طرح نوٹ کر لیں۔ اور اس کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ ذرائع و طریقے تبلیغ کے ابھی سے مقرر کر کے اطلاع دیں۔ کہ کون کون دوست کس کس طریقے سے اس دن تبلیغ کریں گے۔

اس قسم کی فہرستیں بنا کر بہت جلد مجھے بھجوا دیں۔ تاکہ یہ انتظام ہو سکے۔ کہ اس دن کوئی احمدی تبلیغ کرنے سے محروم نہ رہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

157

الفضل

نمبر ۱۰۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲ مارچ سنہ ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

ایک ناگوار واقعہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا فیصلہ

غلطی کا ارتکاب کرنیوالوں کا مخلصانہ اور مومنانہ رویہ

افسوسناک رویہ

جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے۔ جب ۲ فروری کو تبلیغ اسلام کے لئے لنڈن روانہ ہونے والے تھے۔ تو بعض طلباء اور مدرسین نے کسی بناء پر جناب درد صاحب سے ناراض ہونے کی وجہ سے ان کے متعلق ایسے رویہ کا اظہار کیا۔ جو سلسلۂ احمدیہ کی روایات اور تعلیم اسلام کے بالکل خلاف تھا۔ اور جس میں جناب درد صاحب کی جو سلسلہ کے ایک معزز کارکن ہونے کے علاوہ اس وقت بطور ایک مبلغ کے جا رہے تھے۔ تذلیل مدنظر تھی؛

حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے اظہار ناپسندیدگی

چونکہ موقعہ پر اس ناپسندیدہ رویہ نے کوئی نمایاں صورت اختیار نہ کی اس لئے جناب درد صاحب کی روانگی کے وقت اس کا عام احساس پیدا نہ ہوا۔ لیکن ان کے روانہ ہو جانے کے بعد دوسرے دن یعنی ۳۔ فروری کو جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اس کے متعلق اطلاعات پہونچیں۔ تو حضور نے ان حرکات کو نہایت ناپسند فرمایا۔ اس پر ایک طرف تو حضور نے بذریعہ تار سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بمبئی کو یہ ارشاد فرمایا کہ جب مولوی عبد الرحیم صاحب درد وہاں پہونچیں۔ تو جہاز پر سوار ہونے سے قبل ان کے اعزاز کی خاطر ان کے گلے میں ایک پھولوں کا ہار حضور کی طرف سے۔ اور چار ہار دنیا کے شمال۔ جنوب۔ مشرق اور مغرب کے احمدیوں کی طرف سے ڈالے جائیں۔ جس کی تعمیل ساحل بمبئی پر کی گئی۔ اور دوسری طرف ۳۔ فروری کو خطبہ جمعہ میں ان ناشائستہ حرکات کا ارتکاب کرنے والوں کے متعلق سخت رنج و افسوس کا اظہار فرمایا۔ اور ساتھ ہی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن مقرر کرنے کا اعلان کیا؛

واقعہ کی تحقیقات

۴۔ فروری سے حضور نے اس معاملہ کی تحقیقات بذاتِ خود شروع فرمائی۔ اور اپنے ساتھ بطور مشیر حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے۔ ناظر اعلیٰ۔ اور جناب مفتی محمد صادق صاحب کو شامل کیا۔ یہ تحقیقات ۱۶۔ فروری تک جاری رہی۔ اس دوران میں حضور معہ اپنے مشیروں کے کئی دن رات کے ۱۲-۱۳ بجے تک مصروف رہے؛

۱۰۔ فروری کو حضرت خلیفۃ المسیح کا اعلان

۱۰۔ فروری بروز جمعہ جبکہ ایک حصہ کے متعلق تحقیقات ختم ہو چکی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں حسب ذیل اعلان فرمایا:-

میں نے گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں بیان کیا تھا۔ کہ درد صاحب کے جانے کے موقعہ پر بعض لوگوں نے جو خلاف شریعت۔ خلاف اخلاق۔ اور خلاف روایات سلسلہ احمدیہ بعض حرکات کی ہیں جن میں سازش اور کمینگی کا رنگ پایا جاتا ہے۔ میں نے چودھری فتح محمد صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ مفتی محمد صادق صاحب اور میاں بشیر احمد صاحب کو اپنے ساتھ بطور معاون مقرر کر کے ہفتہ کے دن سے تمام معاملہ کی تحقیقات کی ہے۔ اور میں افسوس سے اعلان کرتا ہوں۔ کہ بات اس سے بھی زیادہ اہم۔ اور افسوسناک تھی جس قدر کہ مجھے خطبہ کے وقت نظر آتی تھی۔ اور باوجود رحم کے ایک شدید جذبہ کے جو ایک باپ کو اپنے بچہ کے متعلق پیدا ہوتا ہے میں اس فیصلہ پر مجبور ہوا ہوں۔ کہ بعض ایسے لوگ اساتذہ میں سے بھی ہیں۔ کہ جن کے فعل کی برائی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ اور انہوں نے اپنے افعال سے اپنے آپ کو اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ کہ ان کے

معاملہ پر ... خاص غور کیا جائے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کو... عفو کے سامان پی... ...رانہ کرے۔ تو انہیں ان کے ایمان کے مطا... سزا دی جائے؛

مجھے نہایت افسوس سے کہنا پ...ڑتا ہے۔ کہ تحقیق سے یہ ا... ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ مظاہرات صرف طلباء تک ... محدود نہ تھے۔ بلکہ بعض ذمہ دار کارکنوں پر بھی اپنے فرائض کو پوری طرح ادا... نہ کرنے۔ اور بعض کی صورت میں دوسروں کو وضاحتاً۔ یا اشارۃً انگیخت کرنے کا الزام آتا ہے۔ لیکن قبل اس کے کہ میں پورا فیصلہ کروں اپنے سابقہ بیان کے سلسلہ میں یہ مزید اعلان کرتا ہوں۔ کہ جامعہ احمدیہ کے طلباء میں سے مولوی ظہور الحسن صاحب۔ مولوی احمد خاں صاحب اور مولوی محمد صالح صاحب کے خلاف یہ امر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ وہ اس تحریک کے لیڈر تھے۔ ان سے مندرجہ ذیل افعال مجموعی طور پر یا جزواً صادر ہوئے:-

لڑکوں کو پارٹی کے بائیکاٹ کی تحریک۔ درد صاحب کے متعلق ان کی روانگی کے وقت خلیفۂ وقت کی موجودگی میں ناجائز مظاہرہ کرنا۔ بعض گندے الفاظ کا استعمال۔ دعا جیسی مقدس چیز کو ہنسی۔ اور ٹھٹھے کا ذریعہ بنانے میں حصہ لینا؛

مدرسہ احمدیہ کے ایک طالب علم محمد اسمٰعیل سیالکوٹی کے متعلق یہ امر ثابت ہے۔ کہ اس نے دوسروں کو متشددانہ اور معاندانہ رویہ اختیار کرنے کی تحریک کی۔ اور خود بھی ایسے افعال کے ارتکاب کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور یہ بھی خیال نہیں کیا کہ خلیفۂ وقت اس جگہ اور اس وقت خود موجود تھا۔

عبد القیوم بنگالی طالب علم درزی خانہ کے متعلق یہ امر ثابت ہے۔ کہ اس نے درد صاحب کے جانے پر بد دعا کی۔ سلسلہ کے بھیجے ہوئے مبلغ کے لئے جس کے لئے دعا کرنا۔ اور جس کی جان کو اپنی جان سے بھی زیادہ مقدس سمجھنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ بد دعا ایسا فعل نہیں۔ جسے نظر انداز کیا جا سکے

ایک بیرونی طالب علم شریف احمد ساکن بھڈیار کے متعلق ثابت ہے۔ کہ اس نے جھوٹ کو کام میں لاتے ہوئے درد صاحب کے خلاف پروپیگنڈا کیا۔ اور تشدد کے ساتھ مظاہرہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا

مدرسہ ہائی کے ایک استاد ماسٹر محمد فضل داد صاحب کے متعلق یہ ثابت ہے۔ کہ وہ درد صاحب کے جانے سے پہلے بھی۔ اور ان کے جانے کے بعد بھی جبکہ ان کا ان سے کوئی واسطہ باقی نہ رہا تھا۔ نامناسب طور پر جذبات کینہ توزی کا اظہار کرتے رہے؛

پس ان لوگوں کے افعال کی شناعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اصل سزا کے اعلان سے پہلے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ آج سے تا اعلان ثانی ان کے ساتھ کوئی احمدی کلام سلام نہ کرے۔ خواہ وہ باپ ہو۔ بھائی ہو۔ بیٹا ہو۔ بیوی ہو۔ ماں ہو۔ یا بہن۔ غرضیکہ خواہ کوئی رشتہ دار ہو

...رشتہ دار کسی کام کے لئے بھی ان سے کلام نہ ک[illegible] ...رہے ۔ہاں ان
...نا پکا دینا ۔یا مکان وغیرہ کی صفائی ۔یا ک[illegible] ...کی چیز کا ان کے ہاتھ فروخت
...یا دوا دینا یا کسی اور مالی ضرور[illegible] ...تو محکمہ متعلقہ کا پورا کرنا جائز ہوگا
...اس صورت میں بھی ا[illegible] ...سے بات کرنا ۔یا ان کی کسی بات کا جواب
...جائز نہ ہوگا [illegible] ...ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں کے جرائم ثابت
...کم درجہ کے ہیں ۔اس لئے اصل سزا کے اعلان سے علیحدہ ان
...متعلق کسی اعلان کی ضرورت نہیں ۔میں نے ہائی سکول کے ایک
...دار افسر کے ایک نہایت ہی ناجائز فعل کی طرف اشارہ کیا تھا مجھے
افسوس سے کہنا پڑتا ہے ۔کہ وہ ثابت ہو گیا ہے ۔میں نے اسے
اس اوپر کی لسٹ میں شامل نہیں کیا ۔لیکن مناسب کارروائی بعد میں
عمل میں لاؤں گا ۔ایک اور بات بھی بیان کر دینی چاہتا ہوں ۔کہ جامعہ
احمدیہ کے اکثر اساتذہ کم و بیش الزام کے نیچے آتے ہیں ۔لیکن
ان کے اپنے بیان ابھی تک نہیں لئے جا سکے ۔اس لئے ان کا معاملہ
زیر غور ہے ۔اگر ان میں سے کسی کا جرم اس نوعیت کا ہوا ۔جو اوپر
بیان کئے گئے لوگوں کا ہے ۔تو اس بارہ میں بعد میں اعلان کیا جائیگا ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم کی تعمیل

۱۰ ۔فروری کو یہ اعلان ہونے کے وقت سے لے کر ۱۸ ۔فروری
اس وقت تک کہ ملزمین مندرجہ اعلان کی معافی کا اعلان نہ ہو گیا ۔
کسی نے ان کے ساتھ کلام نہ کیا حتیٰ کہ ان کے قریبی سے قریبی
رشتہ دار اور متعلقین بھی اپنے امام کے ارشاد کی تعمیل میں اس حد
سے ایک بال بھر آگے نہ بڑھے ۔جو مقرر کر دی گئی تھی ۔اور اس طرح ثابت
کر دیا کہ ہمارے آپس کے تعلقات خواہ وہ کتنے ہی قریبی کیوں نہ ہوں
اسی وقت تک قائم رہ سکتے ہیں ۔جب تک دین ان کی اجازت دے ۔اور
جب دین کی خاطر انہیں منقطع کرنا پڑے ۔تو ہمیں ان کے انقطاع میں
اتنا بھی تردد نہیں ہو سکتا ۔جتنا ایک [illegible] پھٹے پرانے کپڑے کے
اتار پھینکنے میں ۔یا گلے سڑے عضو کو کاٹ کر الگ کر دینے میں ہو سکتا ہے ۔
چنانچہ ان ایام میں محض دین کی خاطر اور محض خدا تعالیٰ کی رضا کے
حصول کے لئے اپنے امام کے حکم پر ان سے کلی انقطاع کیا گیا ۔
اور یہ لوگ الثلٰثۃ الذین خلفوا کی مانند ضاقت علیہم
الارض بما رحبت وضاقت علیہم انفسہم وظنوا
ان لا ملجا من اللہ الا الیہ کے پورے مصداق بن گئے ۔اس
حالت میں انہوں نے یہ ایام نہایت تضرع و زاری میں گزارے ۔
دن ۔رات توبہ و استغفار میں مصروف رہے ۔روزے رکھ کر خدا تعالیٰ
کے حضور گڑگڑاتے رہے ۔حتیٰ کہ ان کی سنی گئی ۔

غلطی کے اقرار پر معافی کا اعلان

جب ۱۶ ۔فروری کو ساری تحقیقات ختم ہو گئی ۔تو حضرت
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۱۷ فروری کو خطبہ جمعہ کے
موقعہ پر اعلان فرمایا ۔کہ ۱۸ ۔فروری ساڑھے دس بجے صبح تک سب
[illegible] اقصیٰ میں جمع ہو جائیں ۔اس وقت مفصل فیصلہ سنایا جائیگا ۔

اس ارشاد کے ماتحت وقت مقررہ پر سب لوگ مسجد اقصیٰ میں جمع ہو
گئے ۔گیارہ بجے کے قریب حضور تشریف لائے ۔اور جس جس نے کوئی
نازیبا حرکت کی تھی ۔اس کا ذکر کیا ۔اس کے بعد ان کے متعلق جن کا
ذکر گزشتہ جمعہ میں کیا گیا تھا ۔ارشاد فرمایا ۔کہ اگر ان ایام میں انہیں
اپنی غلطی کا احساس ہو کر اپنی حرکات کے متعلق سچی ندامت پیدا ہوئی
ہو ۔اور وہ اٹھ کر اس کا اظہار کریں ۔خدا تعالیٰ ۔اور خلیفۂ وقت
اور جماعت سے معافی مانگیں ۔آئندہ کے متعلق اپنی اصلاح کا اقرار
کریں ۔تو انہیں معاف کر دیا جائے گا ۔لیکن اگر کسی کا نفس ابھی تک
اسے اپنی غلطی کا اقرار کرنے میں مانع ہو ۔تو وہ گھر روانہ ہو ۔کیونکہ
حقیقی ندامت کے بغیر ایسے موقعوں پر طلب معافی بے سود ہے
اور موجب اصلاح نہیں ہو سکتی ۔اس پر مذکورہ بالا اصحاب نے باری
باری اٹھ کر بادیدہ تر انشراح صدر سے اپنی غلطی کا اقرار ۔اور اپنے
فعل پر ندامت کا اظہار کیا ۔اور معافی مانگی ۔ان سب کو معاف کر
دیا گیا ۔پھر چند ایک اور اشخاص جو تحقیقات کی رو سے قصوروار
ثابت ہوئے تھے ۔اور جن میں سے سوائے ایک طالب علم غلام احمد
صاحب کشمیری کے کوئی ایسا ثابت نہ ہوا ۔جسے اوپر کی قسم کی سزا
دی جاتی ۔باقیوں کو بھی اسی وقت اپنی حرکات پر ندامت کا اظہار
کرنے اور معافی مانگنے پر معاف فرما دیا ۔طالب علم مذکور نے اپنی سزا کی
میعاد ختم ہونے پر ۲۶ ۔فروری کو غلطی کا اقرار کرتے ہوئے پشیمانی
کا اظہار اور معافی کی درخواست کی ۔اور اسے معافی دے دی گئی ۔
بعض طلبہ اور اساتذہ کی معافی کو بغرض اصلاح بعض شرائط کے
ساتھ مشروط فرمایا ۔

عفو اور معافی کا نظارہ

عفو اور معافی کے اس نظارہ نے تمام مجمع کی آنکھوں سے
خوشی اور مسرت کے آنسوؤں کی شکل میں خراج وصول کیا ۔اور ہر ایک
کا قلب یہ محسوس کر رہا تھا ۔کہ خلیفہ کا وجود ہر قصوروار اور خطاکار
کے لئے بشرطیکہ اسے اپنی غلطی پر حقیقی ندامت اور پشیمانی پیدا ہو ۔
آیۂ رحمت ہے ۔حضور نے اس موقعہ پر اپنے غلط کار خدام کی غلطیوں
اور کوتاہیوں کے متعلق جس شفقت اور نوازش کا اظہار فرمایا ۔اس سے
معلوم ہو سکتا تھا ۔کہ حضور کے دل میں رحم اور عفو کا کتنا بڑا جذبہ
موجزن ہے ۔

شفقت اور ذرہ نوازی کے نظارے

اس نہایت ہی ناگوار معاملہ کی تحقیقات کے دوران میں
میری آنکھوں نے جو نظارے دیکھے ۔اور ان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس رحم و شفقت ۔سچی محبت و الفت ۔حسن سلوک و ذرہ
نوازی سے کام لیا ۔اس کی پوری کیفیت بیان کرنے کے لئے میرے
پاس الفاظ نہیں ۔اور میں نہیں جانتا ۔کہ ان اوقات میں جو احساسات اور
جذبات میرے دل میں پیدا ہوتے ۔انہیں میں کس طرح ناظرین تک پہنچاؤں
ذرا غور فرمائیے ۔ایسے واقعہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ
بذات خود باوجود علالت اور ناسازی طبع دن رات مصروف تحقیقات
رہے جس کی وجہ سے حضور کو بہت ہی تکلیف اور رنج پہنچا ۔لیکن
اس وقت بھی حضور کو ان لوگوں کے آرام اور ان کی تواضع کا خیال
دامنگیر تھا جن کو معاملہ کی تحقیقات کے لئے بلایا جاتا ۔حضور بار بار ان
کو احترام کے ساتھ آرام کی جگہ بٹھانے اور سردی کے وقت آگ جلا کر
دینے کی تاکید فرماتے ۔یہی نہیں ۔جب کھانے یا چائے کا وقت آتا ۔تو جو
لوگ اس وقت بلائے ہوتے ۔یا جن کی شہادت ہو رہی ہوتی ۔خواہ
وہ محض شاہد تھے ۔یا کہ خود زیر الزام ۔ان کو بھی اپنے ساتھ کھانا کھانے
یا چائے پینے کا شرف عطا فرماتے ۔اسی قسم کے ایک موقعہ پر جناب مفتی
محمد صادق صاحب کے منہ سے نکل گیا ۔کہ اس عدالت کی بھی عجیب شان
ہے ۔جس میں صدر عدالت ۔ان کے مشیر ۔اور ملزم ایک ہی میز پر ایک
ہی قسم کے برتنوں اور ایک ہی قسم کی اشیاء سے ناشتہ کر رہے ہیں ۔
ایسی حالت میں زیر الزام اشخاص قدرتاً جھجکتے اور شرماتے ۔آگے ہاتھ
بڑھا کر کھانے پینے کے لئے کوئی چیز اٹھانا ان کے لئے دوبھر ہوتا ۔
اس وقت حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم ۔اے میزبانی کے فرائض
ادا فرماتے ۔اور اپنے ہاتھ سے اشیاء اٹھا کر آگے رکھتے ۔اللہ اللہ
کیا ہی ایمان پرور اور روح افزا نظارہ تھا ۔بعینہٖ یہ مثال نظر آتی
جس طرح ایک شفیق اور مجسم رحم باپ محض اولاد کی بہتری اور بھلائی
کے لئے اس کی کسی غلطی اور کوتاہی پر گرفت کرتا ہے لیکن ساتھ ہی
نوازش اور شفقت کا مینہ برساتا جاتا ہے ۔میں نے دیکھا ۔ایک وقت
کسی شخص کی خود تسلیم کردہ غلطیوں اور خطاؤں سے حضرت خلیفۃ المسیح
الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بہت رنجیدہ خاطر ہو گئے ۔اس پر خفگی اور
ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا ۔اور ایسے درد انگیز اور دل دوز پیرایہ
میں اظہار ناراضگی فرمایا ۔کہ تحقیقات کرنے والی مختصر سی مجلس میں
منٹوں سناٹا چھا گیا ۔اور کسی کے سانس تک لینے کی آواز
نہ سنائی دیتی ۔لیکن اس کے بعد جب حضور نے یہ فرمایا ۔کہ
کام کرتے بہت دیر ہو چکی ہے ۔اٹھ کر کھانا کھا لیں ۔یا ناشتہ کر لیں
تو اسی بیان دینے والے کو خود بلا کر ناشتہ یا کھانے پر اپنے ساتھ
بٹھایا ۔اس شفقت ۔اس نوازش ۔اور اس ذرہ نوازی کی مثال
کیا کہیں مل سکتی ہے ۔ہرگز نہیں ۔

مومنانہ شان کا نمونہ

اس میں شک نہیں ۔کہ بعض طالب علموں ۔اور بعض دوسرے
لوگوں سے غلطیاں ہوئیں ۔اور ایسی سخت غلطیاں ہوئیں ۔جو حضرت
خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے نہایت ہی بار خاطر
بنیں ۔اور حضور نے ان کے متعلق سختی کے ساتھ نوٹس لیا ۔
لیکن اس میں بھی اپنے خطاکار خادموں کے ساتھ جس رحم اور
شفقت جس ہمدردی اور خیر خواہی کا سلوک کیا ۔اس نے ان لوگوں
کے قلوب کو صیقل کر دیا ۔نہ صرف ان کے قلوب کو ۔بلکہ دوسروں کے
قلوب کو بھی ۔اور جو لوگ اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے

(باقی بر صفحہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

ممکن نہیں کہ نیکی صحیح رنگ میں کیجائے تو اُس کا نتیجہ ظاہر نہ ہو

اعمال کے ساتھ نیّت کی درستی بھی ضروری ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ فروری ۱۹۳۳ء بمقام راجپور

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

اللہ تعالےٰ کی سنت

ہے۔ کہ وہ ہر ایک ترقی کے ساتھ کچھ نہ کچھ قربانی ضرور رکھتا ہے۔ زمیندار اس وقت تک غلہ حاصل نہیں کرسکتا۔ جب تک دانے اپنے گھر سے نکال کر باہر کھیت میں نہیں پھینک دیتا۔ اسی طرح

علم حاصل کرنے کے لئے

بھی انسان اپنی قوتوں کو خرچ کرتا ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اپنے بہت سے علم کو بھی ضایع کرتا ہے کیونکہ جن چیزوں کو وہ پہلے تسلیم کر رہا ہوتا ہے۔ جب تک انہیں قربان نہیں کرتا علم حاصل نہیں کرسکتا۔ معمولی سے معمولی نعمت کے لئے بھی انسان کو

بڑی بڑی قیمتیں

ادا کرنی پڑتی ہیں۔ سوائے ایسی نعمتوں کے جن کے بغیر انسان کی زندگی ناممکن ہے۔ انہیں خدا تعالےٰ نے مستثنیٰ رکھا ہے جیسے ہوا ہے۔ اس کے لئے کوئی قربانی نہیں کرنی پڑتی۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کے اندر ایسی قوتیں رکھی ہیں۔ کہ ہوا خود بخود ہی سانس کے ساتھ اس کے اندر جاتی رہتی ہے۔ اس سے اتر کر پانی ہے۔ جو بہت سستی چیز ہے۔ مگر اس کے لئے بھی کہیں کنوئیں کھودنے پڑتے ہیں۔ اور کہیں سفر کرکے دوسری جگہ سے لانا پڑتا ہے ؀

تو سب ترقیات قربانی چاہتی ہیں لیکن دُنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو ترقی تو چاہتے ہیں۔ مگر قربانی نہیں کرتے۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ انہیں عزت مال و دولت وغیرہ سب کچھ مل جائے۔ مگر اس کے مقابلہ میں کسی قسم کی قربانی نہ کرنی پڑے۔ ایسے ہی لوگ

ترقیات سے محروم

رہتے ہیں۔ ان کے دل مسرت سے پر ہوتے ہیں۔ کہ کاش یہ ملے وہ ملے۔ مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتے ۔ کیونکہ وہ

کامیابی کا اصل طریق

اختیار نہیں کرتے۔ جو نعمتیں پیشگوئیوں کے نتیجہ میں ملتی ہیں۔ ان کے لئے بھی قربانی ضروری ہوتی ہے۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے جو وعدے کئے۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں۔ جس کے لئے قربانی نہ کرنی پڑی ہو۔ مثلاً

فتح مکہ

ہی ہے۔ اس کے لئے خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو پہلے اپنا وطن ترک کرنا پڑا۔ پھر کئی جانیں ضایع ہوئیں۔ کئی مسلمانوں کے اعضا ضایع ہو گئے۔ گویا جانیں دیگر اعضاء دیکر وطن اور جائیدادیں ترک کرنے کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو

اللہ تعالےٰ کے وعدے

ہیں۔ ان کے لئے بھی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ وہ بھی اسی خدا کی طرف سے ہیں۔ جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی کی تھی۔ اور جس طرح

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں

بغیر قربانی کے پوری نہ ہوئیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کس طرح پوری ہو سکتی ہیں۔ ان کے لئے بھی یقیناً قربانی ضروری ہوگی اور اس قربانی میں ہر شخص کو کچھ نہ کچھ حصہ لینا پڑے گا۔ خصوصاً

زمیندار طبقہ

کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں۔ اس طبقہ میں احمدیت پھیلتی تو جاتی ہے۔ مگر جس قسم کی زندگی بسر کرنے کے قابل احمدیت بنانا چاہتی ہے۔ وہ ابھی ان کے اندر پیدا نہیں ہوئی۔ بہت ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کو مان لیا۔ یا نماز پڑھ لی۔ روزے رکھ لئے۔ تو یہ کافی ہے۔ حالانکہ نماز روزے

ایک اور غرض کے لئے

ہیں۔ اللہ تعالےٰ کو اس سے کیا غرض ہے۔ کہ کوئی شخص ہاتھ منہ پاؤں دھو کر اس کے آگے جھکے یا سجدہ کرے۔ یا بیٹھ جائے یہ چیزیں دراصل انسان کے دماغ کو کھولنے اور اس کے اندر حس پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ اور ان سے اسے یہ بتانا مقصود ہے کہ اسے کس وقت صبر کرنا چاہیئے۔ کس موقعہ پر دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیئے۔ دوسروں کے لئے قربانی کرنی چاہیئے۔

انسانی پیدائش کی ۲ دو غرضیں

ہیں۔ ایک یہ کہ [illegible] اور انسان دنیا میں

خدا تعالےٰ کا نائب

ہو کر رہے۔ یہ غرض تبھی پوری ہو سکتی ہے۔ جب انسان دماغ سے سوچے۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس کے اندر کیا طاقتیں رکھی ہیں۔ لیکن خالی نماز سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ جس شخص کے اندر تکلیف کے وقت دوسروں کی مدد کرنے۔ مصیبت زدہ سے ہمدردی۔ اور

دوسروں کے لئے کامل شفقت

نہیں۔ اس کے صرف اٹھنے بیٹھنے سے اللہ تعالےٰ کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے ؀

دوسرا مقصد انسان کی پیدائش کا یہ ہے۔ کہ

انسان خدا تعالےٰ سے مل جائے

اور صرف نماز سے یہ مقصد بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ نماز بے شک اس کا ایک ذریعہ ہے۔ مگر اس ذریعہ کو اگر صحیح طور پر استعمال نہ کیا جائے۔ تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص گھوڑے پر چڑھ کر چکر ہی کاٹتا رہے۔ ظاہر ہے کہ

کولھو کے بیل کی طرح

چکر کاٹتے رہنے سے کوئی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نماز لڑائی جھگڑے اور فتنہ و فساد سے روکتی ہے

اب جو شخص نماز پڑھنے کے باوجود ان باتوں سے باز نہیں رہتا معلوم ہوا۔ اس نے ٹھیک طور پر نماز نہیں پڑھی۔ اسی طرح نماز کے متعلق قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ

قرب الٰہی کا ذریعہ

ہے۔ مگر جس کے دل میں محبت الٰہی پیدا نہیں ہوتی۔ ایک نور اس کے قلب میں پیدا نہیں ہوتا۔ وہ کیس طرح کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔ محبت ایک ایسی چیز ہے۔ جو اگرچہ الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہر شخص اسے

بخوبی محسوس

کر سکتا ہے۔ اور پہچان سکتا ہے۔ کہ اس کے اندر محبت ہے یا نہیں۔ انسان کو اپنے بیوی بچوں سے محبت ہوتی ہے۔ انہیں دیکھ کر اس کے دل میں ان کے لئے مسرت اور

خیر خواہی کے جذبات

پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر خدا تعالےٰ کے لئے محبت اس کے دل میں جوش مارتی ہے۔ تو اس کی نماز صحیح ہے۔ کیونکہ جب تک دل میں احساس نہ ہو۔ اس وقت تک اگر کوئی شخص زبان سے کہتا رہے۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ سے محبت ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو بھی اور دوسروں کو بھی دھوکا دیتا ہے۔ لیکن اگر واقعی اللہ تعالےٰ کے ذکر پر اس کے دل میں محبت جوش مارتی ہے۔

رقت درد۔ اور سوز و گداز

پیدا ہوتا ہے۔ جسطرح اگر کسی شخص کا بچہ کہیں دور گیا ہوا ہو۔ اور تم اس کے پاس اس کا ذکر کرو۔ تو اس کے جسم میں ایک خاص احساس پیدا ہو جائے گا۔ اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے اور طبیعت میں رقت اور نرمی کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ یا جس عورت کا خاوند کہیں دور گیا ہوا ہو۔ اس کے سامنے یہ ذکر کرو۔ کہ وہ آنے والا ہے۔ تو اس کا چہرہ متغیر ہو جائے گا۔ اور اس کی شکل ظاہر کرے گی۔ کہ اس کے اندر کوئی خاص احساس پیدا ہوا ہے یہی حالت اگر

اللہ تعالےٰ کے ذکر پر

انسان کے اندر پیدا ہو۔ تو وہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ اس کے دل میں اللہ تعالےٰ سے کچھ محبت ہے۔ لیکن جب مونہہ سے محبت کہا جائے۔ لیکن دل کے اندر کوئی تغیر نہ پیدا ہو۔ تو یہ محبت محض لفظی ہو گی۔ کیونکہ حقیقی محبت ضرور انسان کے اندر تغیر پیدا کرتی ہے۔ یہ دو مقصد ہیں انسانی پیدائش کے۔ اور ان کے لئے قربانی کی ضرورت ہے۔ پھر

قربانی کے ساتھ نیت

کی بھی ضرورت ہے۔ اگر کوئی شخص کسی مسافر سے کہے۔ کہ بارش ہو رہی ہے۔ چلو میرا مکان قریب ہی ہے۔ اس میں آرام کرو۔ مگر دل میں اسے لوٹنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ تو وہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں نے اس سے ہمدردی کی۔ اور میں دوسروں کے لئے قربانی کرتا ہوں

یا جسطرح لوگ مچھلیوں کو آٹا ڈالتے ہیں۔ مگر اس سے مقصد انہیں پکڑنا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ قربانی نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ اس میں اپنا فائدہ ہے۔ اور

قربانی وہ ہے

جس میں دوسرے کو فائدہ پہنچے۔ اور اپنا نقصان ہو۔ لیکن جب کوئی کام اپنے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ یا

ریا کے لئے

کیا جائے۔ تو وہ قربانی نہیں کہلا سکتا۔ مثلاً اگر کوئی نماز اس لئے پڑھتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا ہوں۔ اگر نہ پڑھی تو لوگ طعن کریں گے۔ تو یہ اس کے لئے ثواب کا موجب نہیں ہو سکتی۔ غرض جو کام اپنے فائدہ کے لئے یا دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے یا ان سے اپنی تعریف کرانے کے لئے کیا جائے۔ اس کا کوئی ثواب نہیں مل سکتا۔ پھر جو کام عادتاً کئے جاتے ہیں۔ ان کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ دیکھو بعض لوگ کبڑے چلتے ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہوتے۔ کہ انہوں نے بوجھ اٹھایا ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ روزے محض اس لئے رکھتے ہیں۔ کہ ان کے ماں باپ رکھتے تھے۔ اس سے انہیں بھی عادت ہو گئی۔ تو یہ کوئی ثواب کا کام نہیں پس جو کام ریا کے لئے یا ذاتی اغراض کے ماتحت یا عادتاً کیا جائے وہ قربانی نہیں کہلا سکتا۔ قربانی وہ ہے۔ کہ کوئی کام اس لئے کیا جائے۔ کہ یا خدا راضی ہو جائے۔ اور یا اس کے بندوں کو فائدہ پہنچے اور نماز روزہ سے یہ مقصود ہے۔ کہ انسان کے اندر

رقت۔ اور درد

پیدا ہو۔ اسی طرح صدقہ خیرات اور چندوں کا یہ مقصد ہے۔ کہ

بندوں کے ساتھ مہربانی

کی عادت پیدا ہو۔ لیکن اگر یہ نیکیاں کسی عادت کے ماتحت یا ریا کے طور پر یا کسی اور غرض کو مدنظر رکھ کر کرتا ہے۔ تو یہ ایسا ہی ہے جیسے مچھلی کو آٹا ڈالنا۔ ایک شخص بارش کے بعد مکان کی چھت پر دانہ ڈالتا ہے۔ تا چڑیاں اور پرندے وغیرہ سیر ہو سکیں۔ لیکن چڑی مار بھی جانوروں کے لئے دانہ ڈالتا ہے۔ جس کا مقصد چڑیوں کو پھنسانا ہوتا ہے۔ ان دونوں میں

کتنا فرق

ہے۔ ایک کی غرض دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ مگر دوسرے کی غرض اپنی ذات کو فائدہ پہنچانا ہے۔ اسی طرح ایک زمیندار اپنے کھیت میں دانہ ڈالتا ہے۔ اور ایک کوٹھے پر پرندوں کے کھانے کے لئے ڈالتا ہے۔ ان دونوں میں بھی کتنا فرق ہے۔ ایک اپنے نفع کے لئے ڈالتا ہے۔ اور دوسرا بظاہر ضائع کر رہا ہے۔ لیکن خدا کی دوسری مخلوق کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

اصل چیز نیت ہے

اگر نیت درست ہو۔ تو کام بھی اچھا ہو گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات

ظاہری شکل پر نتائج

مترتب نہیں ہو سکتے۔ اصل چیز نیت ہے۔ کسی شخص کے بدن پر بچھو چڑھ گیا ہو۔ اور دوسرا زور کے ساتھ مکا مار کر بچھو کو مار ڈالتا ہے۔ مگر ایک اور اسے یونہی مکا مار دیتا ہے۔ تو دونوں میں کتنا فرق ہے۔ ایک کے ساتھ تو وہ لڑ پڑے گا۔ مگر دوسرے کا شکریہ ادا کریگا۔ کیونکہ بچھو کو مارنے والے نے اسے فائدہ پہنچایا۔ اگر وہ مکا مارنے کی بجائے اسے متوجہ کرتا۔ تو ممکن تھا۔ کہ قبل اس کے کہ بچھو تک اس کا ہاتھ پہنچتا۔ وہ ڈنگ مار دیتا۔ اس نے اپنی تکلیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دوسرے کو ضرر سے بچایا۔ مگر ایک اور نے اسے تکلیف دینے کے لئے مکا مارا۔ تو

عمل کی ظاہری شکل

نہیں دیکھنی چاہیئے۔ کئی لوگوں کی نماز بھی ایسی ہی بری ہو سکتی ہے جیسے چوری۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔ ویل للمصلین۔ تو ظاہری اعمال کے ساتھ

نیت کی درستی

بھی ضروری ہے۔ اور اصل نیت یہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل ہو۔ اخلاق کی درستی ہو جائے۔ اور اگر ساتھ کے ساتھ یہ چیزیں حاصل نہ ہوں۔ تو انسان سمجھ لے۔ کہ اس کی

نیت میں خرابی

ہے۔ اور اس نے نماز صحیح طریق پر ادا نہیں کی۔ زمیندار جب کھرپے سے گھاس کاٹتا ہے۔ یا درانتی کے ساتھ کوئی فصل کاٹتا ہے۔ تو وہ ساتھ کے ساتھ کٹ کر مٹھی میں آتی جاتی ہے۔ اگر ایک بار درانتی چلانے کے ساتھ اس کی مٹھی میں کچھ نہ آئے۔ تو معاً اسے توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر کسی اور طرف متوجہ ہو۔ یا کسی سے باتیں کر رہا ہو تو فوراً دیکھ کر ہاتھ کو ٹھیک کرتا۔ اور درانتی کو صحیح طور پر چلاتا ہے۔ لیکن بہت ہیں۔ کہ نمازیں پڑھتے رہتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ جس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔ مگر وہ کوئی خیال نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر ان کی نمازیں صحیح ہوتیں۔ تو کچھ تو نتیجہ نکلنا چاہیئے تھا۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ آدمی صحیح طور پر نماز پڑھے۔ اور اس کا

خدا کے ساتھ تعلق

نہ ہو۔ وہ روزے رکھے۔ مگر وحشی کا وحشی ہی رہے۔ اور بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی اس کے دل میں پیدا نہ ہو۔ اگر وہ ٹھیک طور پر نماز پڑھتا اور روزے رکھتا۔ تو نتیجہ بھی ضرور ظاہر ہوتا۔ اس کا محروم رہنا دو صورتوں سے خالی نہیں۔ یا تو نماز سے فائدہ حاصل ہی نہیں ہو سکتا اور یا اس نے اس کا ٹھیک طور پر استعمال نہیں کیا۔ پس نماز روزہ اور دیگر عبادات میں ہمیشہ

نیت درست

رکھنی چاہیئے۔ تا صحیح نتیجہ حاصل ہو۔ اور اگر حاصل نہ ہو۔ تو چاہیئے۔ کہ انسان فکر کرے

مذاہب غیر

ابی سینیا کے دلچسپ حالات

ابی سینیا اور مسلمان

ملک ابی سینیا یعنے حبش کا اسلام سے بہت پرانا تعلق ہے اور اس وجہ سے اس کے حالات معلوم کرنا ہر مسلمان کے لئے باعث دلچسپی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ ہم اس کے متعلق بعض باتیں درج اخبار کر چکے ہیں۔ آج پھر اس ملک کے لوگوں کی مذہبی و تمدنی حالت کے متعلق بعض امور درج کئے جاتے ہیں۔ جو ہندی رسالہ سرسوتی میں ایک سیاح نے درج کرائے ہیں ؛

قدیم رسوم و رواج

یہ بات سخت حیرت انگیز ہے۔ کہ اس زمانہ میں جبکہ تہذیب تمدن معراج پر ہے۔ اور دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہیں۔ جہاں کے لوگ تہذیب جدید سے آشنا نہ ہوئے ہوں۔ ابی سینیا ایک ایسا ملک ہے جہاں اس کی شعاعیں ہنوز پوری طرح نہیں پہنچیں۔ اور یہاں کے لوگ زیادہ تر قدیم زمانہ کے رسوم و رواج کے ہی پابند ہیں ؛

مذہبی حالت

چوتھی صدی عیسوی میں ہی مذہب عیسائیت اس ملک میں داخل ہو گیا تھا۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا حکمران نجاشی بھی مذہباً عیسائی تھا۔ لیکن باایں عیسائیت تمام ملک کا مذہب نہیں۔ بلکہ ایک کثیر حصہ آبادی اپنے قدیم مذہب پر قائم ہے۔ اور جنوبی ابی سینیا میں عیسائیت کا نام و نشان نہیں

عبادت گاہیں اور مذہبی پیشوا

یہ لوگ اپنی عبادتگاہیں گول بناتے ہیں۔ جس کے اندر ایک سنہری تخت بچھایا جاتا ہے۔ جس پر مذہبی پیشوا بیٹھتا ہے۔ اس کے بائیں ہاتھ میں جواہرات کی بہت سی مالائیں ہوتی ہیں۔ اس کے پاؤں کے نیچے نہایت بیش قیمت قالین وغیرہ بچھائے جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی زبان میں اسے "آبونے" کہا جاتا ہے۔ آبونے بہت مالدار ہوتے ہیں۔ کیونکہ مذہبی عقیدت کے باعث ان کے پیرو بہت نذرانے وغیرہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ مندروں میں مٹی اور لکڑی کے سوا اور کوئی مصالحہ استعمال نہیں کیا جاتا ؛

طریق عبادت

طریق عبادت یہ ہے۔ کہ لوگ جمع ہو کر مندر کے وسط میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ رقص کرنے لگ جاتے ہیں جس کے دوران میں مذہبی پیشوا ہاتھ میں ایک بڑا سا ڈنڈا لے کر زمین پر اس طرح مارتا جاتا ہے۔ جسطرح سانپ کو مارا جاتا ہے۔ عبادتگاہوں میں بعض ناکتخدا مرد اور عورتیں بھی بود و باش رکھتی ہیں۔ لیکن مذہبی لوگوں کا شادی شدہ ہونا ضروری ہے ؛

بیاہ اور شادی

بیاہ شادی کا طریق بھی یہاں بالکل نرالا ہے۔ دلہن کی خوبصورتی کے لحاظ سے اس کی قیمت مقرر کی جاتی ہے۔ لیکن خوبصورت وہ سمجھی جاتی ہے۔ جو زیادہ سے زیادہ سیاہ فام اور موٹے نقش والی ہو۔ جتنی زیادہ کوئی عورت حسین اور خوبصورت ہو۔ اتنی ہی زیادہ قیمت اس کے باپ کو ادا کرنی پڑتی ہے۔ لیکن یہ قیمت بطور نقدی نہیں بلکہ بھیڑ بکری اور بیلوں کی صورت میں دینی پڑتی ہے۔ شادی کے وقت دولہا چمڑے کا چابک لے کر مندر میں داخل ہوتا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ اس کے ساتھ اپنی بیوی پر حکومت کرے گا ؛

عورتوں کی حالت

عورتوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ گھر کے کام کاج کرنے کے ساتھ ہی انہیں کھیتی باڑی کا کام بھی کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات تو خچر کے ساتھ انہیں ہل میں بھی جوت دیا جاتا ہے۔ اور سر دچابک کے ساتھ انہیں ہانکا جاتا ہے۔ اگر کام کاج کے متعلق ان کی مستعدی میں کسی قسم کی کمزوری واقع ہو جائے۔ یا عورت کسی اور وجہ سے نحیف ہو کر کام کاج کے قابل نہ رہے۔ تو طلاق واقع ہو جاتی ہے جسکا طریق یہ ہے۔ کہ خاوند اسے والدین کے گھر چھوڑ آتا ہے۔ لیکن نان و نفقہ کا معقول انتظام اس کے ذمہ ہوتا ہے مگر دو مردوں اور عورتوں کو غلام بنا کر دوسرے ممالک میں فروخت کرنے کا رواج ابھی چند سال قبل تک اس ملک میں پایا جاتا تھا لیکن اختتام جنگ عظیم کے وقت سے یورپین حکومتوں نے اس رواج میں بہت حد تک کمی کر دی ہے ؛

اکل و شرب

کچا گوشت اس ملک کے باشندوں کی مرغوب ترین غذا ہے۔ دعوتوں کے موقعہ پر زندہ جانوروں کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر انہیں کھایا جاتا ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ قبل تک مردم خوری کا بھی رواج تھا۔ جو آج کل مٹ گیا ہے۔ لیکن بالکل نابود نہیں ہوا۔ دارالسلطنت سے دور دراز مقامات پر اب بھی ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں۔ یہاں کے لوگ شراب کا استعمال بھی بکثرت کرتے ہیں ان کی شراب اگرچہ لذیذ اور خوش ذائقہ نہیں ہوتی۔ لیکن بے حد نشہ آور ہوتی ہے۔ جو خاندان عالی سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں شراب بھی بکثرت پی جاتی ہے۔ عالی خاندان اسے سمجھا جاتا ہے۔ جس کے لوگ شیر اور ہاتھی کے شکار میں مہارت تامہ رکھتے ہوں ؛

ملکی سکے

اس ملک میں مستعمل سکہ کو "ٹیریا" کہا جاتا ہے۔ جس کی قیمت قریباً چار شلنگ کے برابر ہوتی ہے۔ ایک اور سکہ "تھرٹیا" بھی ہے۔ جس کی قیمت ٹیریا سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن ابی سینیا میں کوئی ٹکسال وغیرہ نہیں۔ اور یہ سکے۔ آسٹریلیا میں بنتے ہیں۔ چھوٹے سکوں کے طور پر نمک کی چار انچ لمبی اور آدھ انچ موٹی چھڑیں استعمال کی جاتی ہیں ؛

شہروں اور قصبوں کی حالت

شہر اور قصبے نہایت بے ترتیبی کے ساتھ آباد ہیں۔ مکانات سب کچے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ دارالسلطنت کی بھی یہی حالت ہے۔ خوبصورتی اور دلکشی نام کو نہیں۔ ایک طرف اگر ہرے بھرے کھیت لہرا رہے ہیں۔ تو دوسری جانب ریت کے بڑے بڑے ٹیلے دکھائی دیتے ہیں۔ سڑکوں وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں۔ صرف معمولی پگڈنڈیاں ہیں۔ ندی اور نالوں پر جن میں بڑے بڑے گھڑیال رہتے ہیں۔ عبور کرنے کے لئے کوئی پل وغیرہ نہیں۔ اور لوگ یا تو خود تیر کر انہیں عبور کرتے ہیں۔ اور یا اونٹوں کے ذریعہ۔ اس وجہ سے بہت سی جانیں آئے دن ضائع ہوتی رہتی ہیں ؛

صفائی وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں۔ لوگوں کے گھر نہایت غلیظ ہوتے ہیں۔ اور یہی عام گزرگاہوں کا حال ہے۔ سیاحوں کا بیان ہے۔ کہ مکھیاں اس کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ کہ ناک میں دم کر دیتی ہیں۔ سوتے جاگتے۔ اٹھتے بیٹھتے۔ کھاتے پیتے ہر وقت مکھیوں کا ہجوم رہتا ہے ؛

بیرونی اقوام کا قبضہ

ابی سینیا اگرچہ ایک خود مختار سلطنت ہے۔ لیکن اس کے دور دراز حصص پر عرصہ قدیم سے بعض بیرونی اقوام نے قبضہ کر رکھا ہے۔ شمال مشرق میں ایک قوم اداکیل نامی آباد ہے۔ جو یمن سے آئی تھی۔ اور اب اس نے وہاں اپنا قبضہ جما لیا ہے۔ اسی طرح ایک اور قوم آباد ہے۔ جس کا نام شائت فنئے لاشش ہے۔ آج سے دو سو سال قبل تک یہ لوگ یہودی مذہب کے پیرو تھے۔ لیکن اب عیسائی ہو رہے ہیں ؛

خانہ جنگی

ان کے علاوہ حکومت کے ماتحت بعض چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی ہیں۔ جو آپس میں ہمیشہ لڑتی جھگڑتی رہتی ہیں۔ لڑائی کے وقت راجہ چیتے کی کھال پہن کر میدان میں آتا ہے۔ اور جو مغلوب ہو جائے۔ اس سے گراں ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ؛

مختصر یہ ہے۔ کہ یہ ملک تا حال بالکل تاریک حالت میں ہے۔ اور آج سے تین ہزار سال قبل جو رسوم و رواج یہاں پائے جاتے تھے۔ بدستور قائم ہیں۔ اور ان میں کوئی رد و بدل پسند نہیں کیا جاتا۔ دنیا کے تمدن [illegible] اس قدر دلفریب تبدیلیوں کے باوجود [illegible] ساتھ اپنے تمدن پر قائم [illegible]

فضیلت اسلام

الہام الٰہی کا دروازہ

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حُسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

مذاہب کی کشمکش

مذاہب کی موجودہ کشمکش کو دیکھتے ہوئے بسا اوقات ایک متلاشیٔ حق انسان حیران ہو جاتا ہے اور نہیں سمجھ سکتا کہ کس مذہب کو اختیار کرے۔ کیونکہ ہر ایک مذہب کا پیرو اس امر کا مدعی نظر آتا ہے کہ فلاح حقیقی اگر حاصل ہو سکتی ہے تو اسی کے دین کو اختیار کر کے۔ اور یہ کہ باقی ادیان محض ضلالت اور گمراہی کا مخزن ہیں۔ انسانی عقل ایسے موقع پر کسی مذہب کا انتخاب کرنے سے عاجز آ جاتی ہے اور فہم و فراست کام کرنے سے جواب دیدیتی ہے۔

اسلام کی خصوصیت

مذاہب کی اس منڈی میں اسلام بھی کھڑا ہے۔ اور اس کا دعویٰ ہے کہ اس کے بغیر کوئی مذہب انسان کو فلاح کے مقام پر نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن اسلام کا یہ دعویٰ دیگر مذاہب کی طرح خالی دعویٰ نہیں۔ بلکہ وہ اپنی تائید میں ایسے براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ رکھتا ہے کہ کسی کو اس سے اس امتیاز سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

موہوم امید کے مقابلہ میں یقینی فائدہ

اسلام جو چیز پیش کرتا ہے وہ کوئی اور مذہب دنیا میں پیش کرنے سے قطعاً عاجز و درماندہ ہے چنانچہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں منجملہ دیگر امتیازات کے ایک نمایاں امتیاز یہ ہے کہ اسلام باقی مذاہب کی طرح اپنے ماننے والوں کو وعدوں اور تسلیوں پر ہی نہیں رکھتا۔ اور دیگر مذاہب کی طرح اللہ تعالیٰ سے ملا دینے کا صرف دعویٰ ہی نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اسی جہان میں انسان کو اللہ تعالیٰ سے ملا کر دکھا بھی دیتا ہے۔ گویا وہ دم نقد فائدہ دیتا ہے اور باقی مذاہب فائدہ کی امید دلاتے ہیں۔ اور کوئی انسان ایسا نہیں ہوگا۔ جو ایک یقینی فائدہ کو چھوڑ کر موہوم امید کے پیچھے چل پڑے۔

[illegible]نے کا مقصد

[illegible] مذہب میں داخل ہونے [illegible] تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرے۔ اس کا قرب اسے حاصل ہو جائے۔ اور اس کی محبت شامل حال ہو اگر اس کا قرب انسان کو حاصل نہیں ہوتا تو مذہب کو ماننا بالکل عبث ہے اور قطعاً مذہبیت کی چادر اوڑھنے کا کچھ فائدہ نہیں۔

مذاہب عالم کی اعجاز نمائی سے تہیدستی

دنیا میں اس وقت عیسائیت اپنے آپ کو سچا کہتی ہے۔ ہندو دہرم کے پیرو اس کی صداقت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ بدھسٹ زرتشتی اور جینی اپنے آپکو حق پر بتاتے ہیں۔ یہودی بھی اپنے صدق کے دعویدار ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ان میں سے ایک بھی ایسا مذہب ہے جو دعویٰ کرتا ہو کہ وہ بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ سے ملا سکتا ہے۔ کیا یہودیت یا عیسائیت یا ہندو دہرم میں داخل ہونے سے ہمیں اس خدا کا چہرہ نظر آ سکتا ہے جو دنیا سے پوشیدہ ہے کیا ہم اس کی گفتار سے لذت اندوز ہو سکتے ہیں اس کے دیدار سے راحت حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو چاہیئے کہ وہ نمونہ دکھائیں اور اپنے میں سے ایک شخص ہی ایسا دکھائیں۔ جسے ان کے مذہب کی بدولت اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہو چکا ہو۔ جو معجزات و خارق عادت آیات کا حامل ہو۔ اور اگر وہ نہیں دکھا سکتے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ دعویٰ تو کرتے ہیں مگر خدا کی محبت کا ثبوت ان کے پاس کوئی نہیں۔ کہتے تو ہیں مگر مذہب کی غرض پوری کر کے دکھاتے نہیں۔

اسلام کا زندہ خدا

اس کے مقابل میں اسلام وہ زندہ مذہب ہے جو علی الاعلان اس امر کا مدعی ہے کہ خدا آج بھی وہی خدا ہے جو آج سے پہلے تھا۔ وہی خدا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر کلام کیا وہی خدا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس سے موید فرمایا۔ وہی خدا جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا پُرجلال آخری شرعی کلام نازل فرمایا۔ آج بھی اپنے بندوں سے ہمکلام ہو سکتا ہے آج بھی ان کی اسی طرح تائید اور نصرت کر سکتا ہے جس طرح وہ آج سے پہلے اپنے پیاروں کی فرماتا رہا۔

الہام نازل کرنے کا دعویٰ

اسلام کہتا ہے کہ اگر آج بھی کوئی حضرت موسیٰ کا سا دل یا حضرت عیسیٰ کی سی محبت لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور بڑھے تو خدا بخیل نہیں نہ خدا نعوذ باللہ تنگ ظرف ہے وہ اپنی محبت کا ثبوت دکھانے کو تیار ہے اور ہر زمانے میں اب بھی اپنے پیاروں کے ذریعہ دکھاتا چلا آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ جو لوگ ہماری لقا کے لئے جد و جہد کرتے ہیں۔ ہم انہیں اپنی معرفت کے راستوں کی ہدایت کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت دکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ ان پر اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم خوف اور حزن مت کرو۔ بلکہ تمہیں جنت کی بشارت ہو۔

عملی ثبوت

غرض اسلام محض وعدہ نہیں کرتا بلکہ وعدے کو پورا کرتا ہے وہ صرف یہ نہیں کہتا کہ انسان اللہ تعالےٰ سے ہمکلام ہو سکتا ہے بلکہ وہ ایسے نفوس پیدا کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوں اور اس دعوے کا عملی ثبوت ہوں۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ اگر انسان کو اللہ تعالیٰ کا الہام میسر نہیں آتا تو اس کی زندگی کا مقصد بڑی حد تک پورا نہیں ہوتا۔ انسان دنیا میں آیا اور اس لئے آیا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرے پھر اگر اسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے ذریعہ یہ یقین نہیں دلا دیتا کہ ہاں تجھے میری محبت حاصل ہو گئی تو وہ کب یقین اور وثوق کے مقام پر اپنے آپ کو تصور کر سکتا ہے۔ غرض حقیقت یہ ہے کہ ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشان کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

پس اسلام کی بڑی خصوصیت یہی ہے کہ یہ اسی دنیا میں انسان کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام کرا دیتا اور اس پر فیضان الٰہی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کی رقم فرمودہ تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی اسی خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے "حقیقۃ الوحی" میں ارقام فرمایا ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جاتا ہے تو "ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں۔ کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالب حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے منجملہ ان علامات کے یہ بھی ہے کہ خدائے کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اس کی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک نور اس کے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنی نہیں ہے۔"

اسلام کا ہرا بھرا باغ

غرض اسلام کی یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جس سے تمام مذاہب تہیدست ہیں۔ عیسائیت الہام الٰہی پر مُہر لگا چکی۔ یہودیت بھی اب الہام کو بند کر چکی۔ ہندو بھی اپنے چار رشیوں کے بعد کسی کے متعلق یہ سننا گوارا نہیں کرتے کہ اس پر خدا کا الہام نازل

(بقیہ صفحہ ۴)

ابتلا میں پڑے۔ انہوں نے نہایت صفائی کے ساتھ اپنی غلطیوں کا بغیر حیل وحجت اقرار کر لیا۔ بلکہ مومنانہ شان اور اصلاح حال کا قابل تعریف نمونہ بھی پیش کیا۔ جسکا اجر انہیں بہت جلد مل گیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ان میں حقیقی ندامت اور پشیمانی کو دیکھکر انہیں معاف کر دیا

خوشی اور مسرت کا مقام

کسی انسان سے کسی وقت کسی کمزوری کا سرزد ہو جانا کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ سوائے ان انسانوں کے جنہیں کلیۃً خدا اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔ باقی سب کم و بیش خطا و نسیان کے مرتکب ہوتے ہیں لیکن مبارک ہیں وہ جنہیں ایسا ہمدرد اور شفیق رہنما میسر ہو جسے ان سے بھی زیادہ ان کی خیر خواہی اور بہتری کا خیال ہو۔ جو انکی کمزوریوں کو دور کر کے انہیں کامل انسان اور خدا تعالےٰ کے مخلص بندے بنانے میں کوشاں ہو۔ اور پھر مبارک ہیں وہ جن کے قدم ہر ابتلا کے وقت لغزش سے محفوظ رہیں۔

جن اصحاب کو زیر تحقیقات معاملہ میں قصوروار پایا گیا۔ ان سب کا قصور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے معاف کر دیا ہے اور چونکہ وہ لوگ سچی ندامت اور پشیمانی ظاہر کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کے ماتحت کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہٗ یعنی جو شخص گناہ سے سچی توبہ کر لیتا ہے۔ وہ ایسا ہی ہے گویا کہ وہ جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ ان غلطیوں کے بداثرات سے پاک ہو چکے ہیں۔ اس لئے ہمیں انکے متعلق سچی مسرت اور خوشی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان سب اصحاب نے اس موقعہ پر خدا تعالےٰ کے فضل اور اسی کی توفیق سے سچی توبہ اور حقیقی ندامت کا ایک قابل استحسان رویہ دکھایا ہے۔ جو نہایت خوشکن اور قابل قدر ہے۔ ایک چھوٹا بچہ جو ٹھوکر کھا کر گرتا ہے۔ مگر پھر خود اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اسے دیکھ کر اس کے ماں باپ اور بھائی بہنوں کو جسقدر مسرت حاصل ہوتی ہے اس سے بہت زیادہ مسرت ایک بھائی کے روحانیت میں ٹھوکر کھا کر سنبھل جانے پر ہونی چاہیئے۔ کیونکہ بچہ کی ٹھوکر کا اثر اس کے جسم تک ہی محدود ہوتا ہے۔ جو بہت جلد دور ہو جاتا ہے لیکن روحانی ٹھوکر کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ اور اگر اس وقت انسان نہ سنبھلے۔ تو بہت بڑا نقصان اٹھاتا ہے۔

پس احباب کو چاہیئے۔ کہ بجائے غلطی کرنے والوں کے فعل پر مزید ملامت و نفرت کے اظہار کے ان کی توبہ پر خوش ہوں اور اللہ تعالےٰ سے ان کے گناہوں کی معافی چاہیں +

اس سلسلہ میں یہ بھی عرض کر دوں۔ کہ یہ ایام اہل قادیان کے لئے جس بے چینی اور اضطراب کے گزرے ہیں۔ اس کی کوئی حد نہ تھی۔ مسجدوں میں اور گھروں میں رو رو کر دعائیں کی گئیں۔ صدقہ و خیرات دی گئی۔ روزے رکھے گئے۔ اور اس طرح خدا تعالےٰ کے فضل سے روحانیت میں خاص طور پر ترقی حاصل ہوئی اور ہم کہہ سکتے ہیں۔ سہ

مراسلات

موجودہ وید بوجہ محرف و مبدل ہونے کے الہامی نہیں ہو سکتے

یہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ۔ اگنی۔ وایو۔ ادتیہ انگرا انسان تھے۔ اور بقول آریہ سماج خدا تعالےٰ کی طرف سے ان پر وید نازل ہوئے پھر بھی۔ یہ مان لینا قطعی ناممکن ہے۔ کہ موجودہ وید وہی وید ہیں۔ جو ایشور نے بندوں کی راہ نمائی کے کبھی پرگٹ (ظاہر) کئے تھے۔ کیونکہ جن کتابوں کا زمانہ نزول سینکڑوں نہیں۔ ہزاروں نہیں۔ لاکھوں نہیں۔ بلکہ کروڑوں سال تبلایا جاتا ہے۔ وہ اتنے لمبے اور بعید عرصہ تک کس طرح ہر قسم کی ملاوٹوں اور تبدیلیوں سے پاک رہ سکتے تھے۔ جب چند سو یا چند ہزار سال کی وہ کتابیں بھی تحریف و الحاق سے پاک نہ رہ سکیں۔ جنہیں رشیوں کی تصنیف بتایا جاتا ہے۔ اور جن کا پرچار بھی ویدوں سے بہت زیادہ رہا۔ تو وید کسطرح انسانی تصرف سے بچے رہے۔ کہ جن کا پرچار یا اشاعت بھی عام نہ تھی +

ویدک لٹریچر میں برہمنوں کا تصرف

جب خود آریہ سماج کے ودوان تسلیم کرتے ہیں۔ کہ منوسمرتی برہمن گرنتھ۔ اپنیشد۔ رامائن۔ مہابھارت۔ نیرو کت وغیرہ تمام کتابوں میں تغیر اور تبدل ہوتا رہا۔ اور غیر معلوم لوگوں نے غیر معلوم زمانہ میں ان کے اندر من مانے تصرف کر ڈالے۔ تو یہ کیسے مان لیا جائے۔ کہ وید ہی ان غیر معلوم لوگوں کے تصرف سے بچے رہے جب خود بانی آریہ سماج تسلیم کرتے ہیں۔ کہ زمانہ قدیم میں براہمن اور پروہت اپنی مقصد براری کے لئے ویدک لٹریچر میں من مانے تصرف کرتے رہے۔ تو کیا۔ ایسے چالاک اور خود غرض لوگوں سے وید محفوظ رہ سکتے تھے۔ جب اس قسم کے جعلساز پبلک پر اپنی بزرگی و فوقیت کا سکہ جمانے کے لئے روزمرہ پڑھی جانے والی کتابوں میں تصرف بے جا کر سکتے تھے۔ تو کیا ویدوں میں تبدیلی کر دینا ان کے لئے کوئی مشکل بات تھی۔ جبکہ وہ پہلے ہی عام پبلک کی نظروں سے اوجھل رہتے تھے +

تحریف و الحاق کا زبردست امکان

انسانی عقل یہ تسلیم کر ہی نہیں سکتی۔ کہ جن کتابوں کا ہر زمانہ اور ہر دور میں عام رواج رہا ہو۔ ان میں تو نمایاں اور بین طور پر تحریف و الحاق نظر آئے۔ مگر ویدوں میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوئی ہو حالانکہ ممبران سماج خود اقراری ہیں۔ کہ ویدوں پر ایسے دور آچکے ہیں جبکہ ان کی اشاعت تو کجا۔ وجود تک سے بھی دنیا کو پتہ نہ تھا۔ جیسا کہ سیٹھ مدن موہن ایم۔ اے سکرٹری پرتی ندھی سبھا یو۔پی نے لکھا ہے۔ کہ

"سوامی دیانند سے پہلے آریہ ورت میں ویدوں کا لوپ سا ہو گیا تھا۔ اس کی سنگھتائیں کہیں بھی نہیں ملتی تھیں"

(آریہ سماج کیا ہے صفحہ ۵)

اسی طرح پنڈت شوشنکر کاویہ تیرتھ لکھتے ہیں۔ کہ

"اگرچہ شروع زمانہ سے وید چلے آتے ہیں۔ اور دنیا کے آخر تک رہیں گے۔ مگر تب بھی پانچ چھ ہزار سال سے ایک طرح سے وید گم ہو گئے تھے" (ویدک اتہاس نرنے کی بھومکا صفحہ ۳۳)

تحریف کا زبردست ثبوت

جب خود آریہ سماجی ودوان مقر اور اقبالی ہیں۔ کہ ویدوں پر ایسا وقت گزر چکا ہے۔ جبکہ وہ چند براہمنوں کے سوا عام نگاہوں سے پوشیدہ تھے۔ تو کیا ایسی حالت میں یہ ممکن نہ تھا کہ اپنی برتری اور بزرگی ثابت کرنے کے لئے وہ براہمن ان میں حسب دلخواہ تبدیلیاں کر دیتے +

ان حالات پر غور کرتا ہوا ہر ایک سلیم العقل انسان تسلیم کریگا کہ آریہ سماج کا موجودہ ویدوں کو ہر قسم کی تبدیلیوں اور تحریفوں سے پاک تبلانا کسی طرح بھی قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ان حالات کو دیکھتے ہوئے اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ سلطان القلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کا فیصلہ درست اور حقیقت پر مبنی ہے۔ کہ موجودہ وید اصل وید نہیں۔ کیونکہ ان میں تحریفیں بھی ہوئیں۔ اور الحاق بھی

وید کے مختلف نسخوں میں اختلاف

لیکن اگر ممبران آریہ سماج ایسے بین روشن اور ثابت شدہ حقائق کا انکار کر دیں۔ تو ایسی حالت میں وہ تبلائیں۔ کہ اگر وید انسانی دستبرد سے محفوظ رہے ہیں۔ تو یہ کیا بات ہے؟ کہ وید کے مختلف نسخوں میں اختلاف نظر آتا ہے؟

کیا یہ اختلاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں؟ اگر کہا جائے۔ کہ ویدوں میں منتروں کا اختلاف تو دور کی بات ہے ایک شوشہ کا بھی فرق نہیں۔ تو ہم نمونۃً دو ایک ثبوت پیش کئے دیتے ہیں۔ جو ویدوں کے شوشوں۔ حرفوں یا لفظوں کے اختلاف پر مبنی نہ ہونگے۔ بلکہ منتروں کا اختلاف تبلائیں گے +

پہلا ثبوت

یجر وید کے ادھیائے ۲۵ منتر ۴۸ کا آخری نصف یوں ہے کہ

"شنہ نو بودھی شر دِہی مُرتیشیا نو اگھا یا مُتس مات"

وید کی یہ عبارت کئی نسخوں میں ملتی ہے اور کئی میں نہیں۔ جیسا کہ پنڈت جے دیو جی شرما ودیا النکار اپنی تفسیر یجروید جلد دوم صفحہ ۳ کے فٹ نوٹ میں تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ عبارت کئی نسخوں میں نہیں پائی جاتی۔

دوسرا ثبوت

اتھروید کانڈ ۱۵ سوکت ۲ کا چوتھا منتر اتھروید مطبوعہ اجمیر میں یوں ہے۔

رِتُو بھیشٹ وارِت وسے بھیوما ڈ بھیہ سنوت سرے بھیہ۔ دہاترے ودہاترے سمبرِدھے بھوتیہ تمیہ بھیجے۔

مگر جو نسخہ سناتنیوں نے بمبئی میں چھاپا ہے۔ اس میں اس کی جگہ ذیل کی عبارت مرقوم ہے۔

"رِتُو بھیشٹ وارِت دسی رُدیُشے دِرِ چپے توابرسنوت سرِ شیتہ بھیا تمین سنِ ہتوکرن مسی۔"

اور یہ اختلاف ثبوت ہے اس امر کا کہ ویدوں کے [illegible] کیونکہ اگر وید انسانی تصرف سے بالا رہتے تو ان میں اس طور کے اختلافات عنقا صفت ہوتے۔ مگر چونکہ ان میں جا بجا شوشوں کا ہی نہیں حرفوں کا ہی نہیں لفظوں کا ہی نہیں بلکہ منتروں کا اختلاف موجود ہے اس لئے وہ محرف اور مبدل ہونے کے ضرور ہوئے۔

تیسرا ثبوت

پنڈت راجا رام صاحب پروفیسر ڈی اے وی کالج اپنی تفسیر اتھروید کی جلد دوم کے صفحہ ۱۳۱ کے فٹ نوٹ میں لکھتے ہیں۔ کہ مشہور یوروپین سنسکرت دان "ہیلبنی نے ایک مفصل مضمون میں ثابت کر دیا ہے کہ اتھروید کا ۱۹۔ اور ۲۰ واں کانڈ پری شِشٹ (ضمیمہ) ہے۔"

پھر خود بھی لکھتے ہیں کہ اتھروید کے انیسویں کانڈ کے ۶۰ تا ۶۳ سوکتوں کو سائن آچاریہ نے اپنی تفسیر اتھروید میں نظر انداز کر دیا ہے پھر یہ بھی فرمایا کہ اتھروید کے کئی نسخوں میں "۶۵-۶۶ سوکتوں کے درمیان رگوید منڈل ۱ کا ۹۹ واں سوکت پایا جاتا ہے۔"

جو ثبوت ہے اس امر کا کہ وید کے مختلف نسخوں میں انسانی ہاتھ وقتاً فوقتاً تبدیلیاں کرتے رہے ہیں۔

چوتھا ثبوت

ویدوں کے ایک اور مشہور وِدوان پنڈت وَیدک مُنی اپنی عالمانہ تصنیف وید سُترو شُوک کے صفحہ ۹۰-۹۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ

"حقیقت میں جتنی ردی حالت اس اتھروید کی ہوئی ہے اتنی اور کسی وید کی نہیں ہوئی۔ سائن آچاریہ کے بعد بھی کئی سوکت (باب) اس میں ملا دئے گئے ہیں۔ ملاوٹ کا طریقہ بہت اچھا سوچا گیا ہے۔ وہ یہ کہ پہلے اس کے شروع اور آخر میں اتھ (شروع) اور اِتی (آخر) لکھ دیا جاتا ہے۔ جب کسی نے پوچھا تک نہ تب شروع آخر میں اتھ اور اِتی کا لکھنا بند کر دیا جاتا ہے۔ پس صرف اتنا لکھ دینے سے وہ سنگتہا (وید) میں مل جاتا ہے۔ جیسے رگوید میں بال کھلیہ سوکت (گیارہ باب) ملائے جا رہے ہیں۔ ویسے اتھروید میں آج کل "کُنتاپ سُوکت" ملائے جا رہے ہیں۔ اگر دریافت کیا جائے کہ پانچواں انوواک سے لے کر کنتاپ سوکتوں سمیت جتنے سُوکت اتھروید کے آخر میں ملائے جا رہے ہیں وہ کہاں سے آئے تو کوئی جواب نہیں۔ جہالت کا اتنا زور ہے کہ اتھروید کے آخر میں "اتھروید سنگتہا سماپتا" (اتھروید ختم شدہ) لکھا ہوا دیکھ کر ہی یہ یقین کر لیا جاتا ہے کہ بس جو کچھ اس خاتمہ تک چھپا ہوا دکھا ہوا ہے وہ سب اتھروید ہے۔ یہ نہیں سوچا جاتا کہ چھاپنے اور لکھنے والا کون ہے اور کتنی لیاقت رکھتا ہے۔ منو سمرتی وغیرہ مروجہ کتابوں میں ناممکن ہونے پر بھی ملاوٹ مانی جاتی ہے مگر وید جیسی دینی کتاب کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا جاتا۔ چھاپنے والوں کی ناواقفی کا یہ عالم ہے کہ وہ منتروں کے من مانے پاٹھ چھاپتے ہیں۔ اور یہ نہیں سوچتے کہ دھرم پستک میں لفظی اختلاف کا ہونا اس کی عظمت کو تباہ کر دیتا ہے۔ پڑھنے والا کس پاٹھ (قرأت) کا سچا ہونا یقینی طور پر معلوم نہیں کر سکتا لفظی اختلافوں کی وجہ سے کئی طرح کے پاٹھ بن گئے ہیں۔ ان پڑھ یا نیم خواندہ ایسے لفظی اختلافوں کا ہونا ایشور کی طرف سے ہی مان کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔ یہ کتنے رنج اور افسوس کی بات ہے۔"

یہی نہیں ہم ویدوں کے محرّف اور مبدل ہونیکے متعلق اور بھی بیسیوں ثبوت پیش کر سکتے ہیں مگر چونکہ یہ مختصر سا مضمون ان سب کا متحمل نہیں ہو سکتا اس لئے فی الحال اسی پر کفایت کرتے ہیں جو ہمارے دعوٰی کا زبردست ثبوت ہے۔ اور حق پسند اصحاب انہی سے معلوم کر سکتے ہیں کہ آریہ سماج کا موجودہ ویدوں کو خالص ایشوری گیان بتلا کر ان پر اپنی نجات کا مدار رکھنا کسی طرح بھی درست اور صحیح نہیں ہو سکتا۔ ہمیں امید ہے کہ ممبران آریہ سماج بھی محولہ بالا ثبوتوں کو دیکھتے ہوئے آئندہ ایسی کتاب کو مدار نجات نہ سمجھینگے۔ جسے انسانی دستبرد نے کیا کا کیا بنا دیا جس میں مندرجہ تعلیم کے متعلق ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ آیا فلاں تعلیم یا فلاں حکم واقعی ایشور ہی کا حکم ہے۔ کیا سماجی دوست ہمارے اس مخلصانہ مشورہ کو قبول کرینگے۔ خاکسار [illegible] فضل [illegible] قادیان

ساری دُنیا کا نقشہ

آپ اس کی مدد سے اپنے یوم التبلیغ کو کامیاب بنائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دعاؤں کے عینی نتائج اور

احمدی مجاہدین کی کوششوں کے دلکش مناظر

آپ خود دیکھیں اور غیروں کو دکھلا کر انہیں احمدیت کی

صداقت پر گرویدہ کریں

۵ مارچ کو

ہمارے نقشہ کی مدد سے ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں میں
آسانی کے ساتھ کامیاب تبلیغ کریں

لوگوں کے پاس جا کر جیسے ہی آپ اس نقشہ کو دکھلائیں گے یقیناً وہ آپ سے خود اس کے متعلق بات چیت شروع کر دیں گے اس طرح آسانی سے تبلیغی گفتگو کا خود بخود موقع مل جائیگا۔ اور لوگ نہایت دلچسپی اور صبر کے ساتھ آپ کے خیالات معلوم کر کے خاص طور سے متاثر ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

رعایت جو دوست مذکورہ تبلیغ کی غرض کو مدنظر رکھ کر ۵ مارچ تک آرڈر روانہ فرمائینگے۔ انہیں یہ نقشہ نمبر اول معہ رول یا رچہ وارنش بجائے ۸ کے صرف ۶ میں دیا جائیگا اور یکمشت ۶ کے خریدار سے ۴ فی نقشہ ہی قیمت لی جائیگی۔

پس آپ جلد آرڈر بھیج کر یوم التبلیغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ والسلام

المشتہر

محمد عبداللہ خاں احمدی خلف ماسٹر نذیر محمد خان صاحب احمدی ڈاکخانہ سکر براہ گول ضلع باندہ یوپی

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

بے اولادوں کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹی سی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا۔ اور اطباء و ڈاکٹر اسقاط حمل یا مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ سخت موذی اور تباہ کن مرض ہے جس سے بے شمار گھرانے بے چراغ اور بے اولاد رہتے ہیں۔ اس مرض کا مجرب ترین علاج مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت قبلہ جناب مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب سے سیکھ کر محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا) ایجاد کیں جو ہزارہا لوگوں کی مجربے آزمودہ اور گذشتہ پچیس برس سے زیر استعمال ہیں۔ اور جو سوائے ہمارے دواخانہ کے دوسری جگہ سے ہرگز نہیں مل سکتیں۔ ہر شخص جس کے گھر میں یہ موذی مرض لاحق ہو۔ وہ فوراً ہماری محافظ اٹھرا گولیاں طلب کر کے استعمال کرے۔ اور قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھے بس مشک است کہ خود ببوید۔ قیمت فی تولہ سوا روپیہ ۱۰؍۔ مکمل خوراک (۱۰ تولہ) یکمشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک (نوٹ:۔ علاوہ ازیں ہمارے دواخانہ سے تمام ادویات برائے امراض مخصوصہ مردمان و زنان اور طاقت اور امراض چشم بر رعایت مل سکتی ہیں) ملنے کا پتہ:۔ عبدالرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی۔ قادیان۔ پنجاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

کے مضمون سے چند فقرات بحوالہ الفضل ۲۱ فروری ۱۹۳۳ء ہومیوپیتھک علاج کے ذکر میں نقل کئے جاتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔

"اس کے بعد ہومیوپیتھک طریق علاج یعنی علاج بالمثل کی دریافت نے طبی دنیا میں ایک تغیر عظیم پیدا کر دیا۔ اور یہ معلوم کر کے انسان کو سخت حیرت ہوئی۔ کہ اس کی شفا یابی کے لئے اللہ تعالیٰ نے نہایت حکمت سے ان ہی ادویہ میں قوت شفا بھی رکھی ہوئی ہے جن سے اس قسم کی امراض پیدا ہوتی ہے۔ گویا بیماری کے ساتھ ہی اس کا علاج بھی رکھا ہے۔ جو چیز جس قسم کی بیماری بڑی مقدار میں پیدا کرتی ہے۔ اس کی تھوڑی مقدار جو زہر یا بد اثر ڈالنے کی حد سے نکل جائے۔ اسی قسم کی بیماری رفع کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ اس طریق علاج سے بہت سے امراض جو پہلے لاعلاج سمجھے جاتے تھے۔ قابل علاج ثابت ہو گئے اور طبی علوم میں بہت ترقی ہوئی"

یہی ہومیوپیتھی کا لب لباب ہے۔ الحمد للہ کہ حضور کے خدام میں سے ایک ہومیوپیتھی کا بہت شائق ہے۔ ناظرین کو چاہیئے ہومیوپیتھی کی قدر کریں۔ لکل داءٍ دواءٌ الا الموت۔

ایم ایچ احمدی ہومیوپیتھ ا بیری اکبر پور۔ کانپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کپتان اٹیسن کے متعلق "سول" کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ حکومت ہند نے انہیں ریاست الور کے فساد زدہ علاقوں پر انتظاماً کی پوری طاقت دیدی ہے اور انہیں اختیار دیا ہے کہ امن بحال کرنے کے لئے تمام ضروری ذرائع اختیار کر سکتے ہیں۔ نیز بدامنی کے اسباب کی تحقیقات کرا سکتے ہیں اور ایسی رپورٹ تیار کر سکتے ہیں جس میں ضروری اصلاحات کی سفارشات کی گئی ہوں۔

ریاست حیدر آباد کے حکام کی توجہ آج کل محکمہ پرواز کے قیام پر مرکوز ہو رہی ہے اور ٹاٹا کمپنی کے ساتھ یہ انتظام کیا جا رہا ہے کہ کراچی اور مدراس کے درمیان ہوائی ڈاک کا جو سلسلہ جاری ہے اس میں حیدر آباد کو ایک سٹیشن مقرر کر دیا جائے۔

آنریری مجسٹریٹ کے عہدہ پر بنگال میں پہلی مرتبہ ۱۷ خواتین مقرر کی گئی ہیں۔ جن میں سے دس ہندو دو مسلم چار یوروپین اور ایک پارسی خاتون ہے۔

حاجیوں کا دوسرا جہاز "خسرو" ۲۵ فروری کو عازم جدہ ہو گیا۔ اس میں ۸۵۰ حاجی کراچی سے اور ۵۵۰ بمبئی سے سوار ہوئے۔ "اکبر" جہاز ۷ مارچ کو روانہ ہو گا۔ اور آخری جہاز ۲۰ مارچ کو روانہ ہو جائیگا۔

مہاراجہ الور نے ۲۰ فروری کو جو دربار منعقد کیا۔ اس کے متعلق فیروز پور جھرکا کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اس میں میو قوم نے شرکت نہیں کی۔ اگرچہ مجمع کو بڑھانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی۔ اور ریاست کی طرف سے موٹر لاریاں بغیر معاوضہ سواریوں کو لانے کے لئے جگہ جگہ بھیجی گئیں۔ لیکن پھر بھی صرف مہاجن قوم کے افراد شریک ہوئے۔

کلکتہ یونیورسٹی کی سینیٹ نے ۲۵ نفر ہندوؤں کو جن میں دو لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ اس سال یونیورسٹی کے مختلف امتحانات میں شامل ہونے کی اجازت دیدی ہے۔

مسلم یونیورسٹی الہ آباد کو لارڈ ولنگڈن کے ایما پر ان کے ایک دوست نے جو انگلستان میں ہے ایک چغہ عطا کیا ہے۔ جس پر تمام قرآن شریف لکھا ہوا ہے۔ یہ چغہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے دوران میں ہندوستان سے گیا تھا۔ اور اب مسلمانوں کے ساتھ دوستی کے طور پر پھر ہندوستان کو واپس دیدیا گیا ہے۔

مندر پرویش بل اور اچھوت اور ہاریوں کی مخالفت کرنے کے لئے بیس پنڈتوں کا پہلا جتھہ بنارس سے دہلی پہنچ گیا ہے۔ انہوں نے ۲۵ فروری کو اس سلسلہ میں ایک جلوس نکالا جلوس کے ہمراہ اس قسم کے ماٹو تھے کہ مندر پرویش بل دھرم کے خلاف ہے۔

اسمبلی میں ۲۵ فروری کو بتایا گیا ہے کہ ۱۹۳۱-۳۲ء کے دوران میں اضلاع متحدہ امریکہ میں ہندوستانی طلباء کی تعداد ۲۰۱ تھی۔ جہاں تک گورنمنٹ کو علم ہے گزشتہ تین سالوں میں ۱۴ ہندوستانی طلباء اضلاع متحدہ امریکہ سے نکالے گئے۔

فری پریس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اس اعلان کے سلسلہ میں کہ کانگرس کا سالانہ اجلاس ۳۱ مارچ کو کلکتہ میں منعقد ہو گا۔ سرکاری حلقوں میں تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ کوئی وجہ نہیں دیکھتی کہ وہ اس پوزیشن کو چھوڑ دے۔ جو اس نے پچھلے سال اختیار کی تھی۔ یعنی یہ کہ کانگرس کا اجلاس اس وقت تک منعقد کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جب تک کانگرس سول نافرمانی پر کاربند ہے۔

پنجاب کونسل کے ہندو سکھ ممبروں نے نومبر ۱۹۳۲ء کے اجلاس میں وزیر اعظم کے فرقہ وارانہ فیصلہ کے خلاف اظہار ناراضگی کے طور پر واک آؤٹ کیا تھا۔ اب دوسرا سیشن شروع ہو گیا ہے۔ ہندو سکھ ممبر سوائے چند کے غیر حاضر تھے۔ اور جو گئے بھی وہ سوالات کے بعد اٹھ کر چلے آئے۔

چین و جاپان کی جنگ کے سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ تین دن کی بمباری کے بعد جاپان نے پچاس ہزار سپاہیوں کے ساتھ چینی شہر چایو یانگ پر حملہ کیا۔ چینی افواج پسپا ہو گئیں اور جاپان نے شہر پر اپنا زبردست محاذ قائم کر لیا۔

بنگال کی صنعت ریشم کے متعلق انڈین ٹیرف بورڈ کی تحقیقاتی کمیٹی کے روبرو ۲۵ فروری کو ڈائرکٹر محکمہ ریشم نے بیان کیا۔ کہ بنگال میں ایک کروڑ روپیہ کی مالیت کا خام ریشم پیدا ہوتا ہے اور گورنمنٹ اس محکمہ پر دو لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کرتی ہے۔

حکومت کشمیر نے گاندھی جی کے ساتھ تعلق رکھنے والی تقریباً تمام فلموں کا داخلہ اور ان کی نمائش حدود ریاست میں ممنوع قرار دیدی ہے۔

بمبئی گورنمنٹ سے تخفیف کمیٹی نے سفارش کی تھی کہ پانچ آرٹس کالجوں کو بند کر دیا جائے۔ لیکن گورنمنٹ نے تازہ کمیونک میں اس سفارش کو مسترد کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ محض تین لاکھ روپیہ کی بچت کی خاطر ایسی پالیسی اختیار کرنا درست نہیں جس سے پریذیڈنسی میں تعلیم کو نقصان پہونچے۔

گورنر جنرل نے سرحدی کونسل میں قانون انسداد زنان بازاری پیش کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ سرحدی کونسل کے پہلے اجلاس میں سرکاری قانونی مشیر نے اعتراض اٹھایا تھا کہ اس بل کے لئے پہلے گورنر جنرل کی منظوری لازمی ہے۔

مسٹر رنگا آچاریہ نے صدر اسمبلی کو تار دیا ہے کہ مندر پرویش بل کے سلسلہ میں کوئی کارروائی کرنا بے ضابطہ شمار ہو گی۔ کیونکہ معاملہ اس وقت عدالت پونا کے روبرو ہے۔

پرشیا کے نازی وزیر داخلہ نے ایک فرمان جاری کیا ہے جس کے رو سے کمیونسٹوں کے بڑھتے ہوئے خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت کو زائد پولیس بھرتی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سرکاری افسروں پولیس اور سول گورنروں کے نام ایک سرکلر کے ذریعہ ہدایت جاری کی گئی ہے کہ گورنمنٹ کے خلاف منافرت پھیلانے والے اخبارات کی زیادہ کڑی نگرانی کریں۔ اور ان کو پہلے سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ کچل دیں۔

سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلہ میں دسمبر ۱۹۳۲ء کے آخر میں پنجاب کے مختلف جیلوں میں سیاسی قیدیوں کی تعداد ۱۴۸۱۵ تھی۔

سونے چاندی کا نرخ امرتسر کے بازار صرافہ میں ۲۷ فروری کو حسب ذیل تھا۔

سونا ولایتی ۳۰ روپے ۱۱ر سونا نیشنل بنک ۳۰ روپیہ ۱۳ر سونا دیسی ۳۰ روپیہ ۱۱ر سونا معاہدہ ۳۰ روپیہ ۱۱ر۔ چاندی ولایتی ۵۳ روپیہ سو تولہ۔ چاندی دیسی ۵۴ روپیہ چاندی نقوئی ۵۱ روپیہ چاندی معاہدہ ۵۳ روپیہ پونڈ ۱۸ روپیہ ۱۱ر

بڈھلاڈا ضلع حصار کے خونچکاں حادثہ کے متعلق سر ہنری کریک ممبر خزانہ نے ۲۷ فروری کو پنجاب کونسل میں بیان کیا کہ اگرچہ قاتل ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے لیکن حکومت کو اطمینان ہے کہ ان کے پتہ لگانے کیلئے ضروری کوشش جاری ہے۔ پولیس کے تقریباً سو سے زائد آدمی تفتیش میں حصہ لے رہے ہیں۔ تفتیش دو گزٹڈ افسروں کی زیر نگرانی ہو رہی ہے اور انسپکٹر جنرل اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس اس معاملہ میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ مفروروں کی گرفتاری کے لئے تین ہزار روپے کے انعامات کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ ابھی چونکہ معاملہ زیر تفتیش ہے اس لئے نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یہ قتل کسی منظم سازش کا نتیجہ تھا۔

ریاست الور کے فساد زدہ علاقہ میں ۱۱ فروری سے جو مارشل لا نافذ کیا گیا تھا وہ اب ہٹا لیا گیا ہے۔

جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے ہندوستانی ڈیلیگیٹوں کی تعداد "رائز ڈیلی" کے لنڈنی نامہ نگار کے ایک بیان کے مطابق صرف بیس ہو گی۔ اس سلسلہ میں جن اصحاب کا خاص طور پر

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی